اسلام اور پولینڈ

مفتی جنید انور

کہنے کو تو یہ ایک امن پسند ملک ہے مگر زمانۂ ماضی میں اس کے برے پڑوسیوں کے سبب اسے بھی اس برائی کا نتیجہ بھگتنا پڑا ہے، اس ملک کے راستے نازیوں نے مغربی یورپ پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور پھر دوسری جنگِ عظیم کے بعد سرخ ریچھ نے اس پر قبضہ کرلیا تھا اور یوں اسے مشرقی بلاک کا حصہ تصور کیا جانے لگا۔

آج کل یورپ میں کھیلوں کے حوالے سے مشہور اس ملک میں مسلم اقلیت انتہائی کم تعداد میں ہے۔ ماضی میں سولہویں اور سترھویں صدی کی ایک عظیم طاقت جس میں ایک زمانے میں مسلمان بھی کافی تعداد میں تھے آج ایک اوسط ملک کا رقبہ رکھتی ہے اور اسی طرح مسلم عوام بھی اسی نسبت سے اقلیت میں ہیں۔ زیرِ نظر سطور میں ہم پولینڈ میں مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لیں گے۔

محل وقوع: وسطی یورپ میں جرمنی اور بیلارس کے درمیان واقع ہے، شمال میں چیکوسلواکیہ، مشرق میں بیلارس، مغرب میں جرمنی اور جنوب میں بالٹک سمندر واقع ہے۔ کل رقبہ ۶۸۰، ۳۱۲ مربع کلو میٹر ہے، ۴۶ فیصد رقبہ قابل زراعت ہے، ایک فیصد رقبہ پر مستقل فصلیں کاشت کی جاتی ہیں، ۱۳ فیصد رقبہ پر سبزہ زار اور چراگاہیں ہیں، ۲۸ فیصد رقبہ میں جنگلات اور لکڑی پائی جاتی ہے، ۱۲ فیصد رقبہ میں شہری علاقے اور بیکار زمین ہے۔ کل آبادی ۲۰۰۵ء کے مطابق ۱۴۴، ۶۳۵، ۳۸ ہے جبکہ مسلمان آبادی ۰۰۰، ۳۲ ہے، جو کل آبادی کا ۰۸۲۸ء۰ بنتی ہے۔ رومن کیتھولک ۹۴ فیصد، پروٹسٹنٹ اور ایسٹرن آرتھوڈوکس ۵ فیصد ہیں۔ سرکاری اور قومی زبان پولش ہے۔ تعلیم میں ۹۹ فیصد مرد اور ۹۸ فیصد عورتیں تعلیم یافتہ ہیں۔

پولینڈ میں اسلام کی مختصر تاریخ: اسلام اور پولینڈ کا اولین رابطہ تقریباً ۶۰۰ برس پہلے ہوا جب تاتاری مسلمانوں نے آبائی ملک کو خانہ جنگی کے باعث چھوڑ کر ہجرت کی اور پولینڈ اور لیتھونیا میں قیام کرنے کو ترجیح دی۔ لیتھونیا اس وقت پولش بادشاہ کی عملداری میں شامل تھا۔ پولینڈ کی حکومت تاتاریوں کی شجاعت و بہادری سے واقف تھی للہذا پولش حکومت نے جرمنوں کے خلاف لڑائی میں حصہ لینے کے لیے اپنی فوج میں شامل کرنا چاہا تاتاری اس شرط پر پولینڈ کی فوج میں شامل ہوگئے کہ ان مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور یوں پولینڈ میں مسلمانوں کی آبادی کا آغاز ہوا۔ پندرھویں اور سولھویں صدی میں پولینڈ یورپ کی ایک مضبوط اور بڑی طاقت بن کر ابھرا۔ اس دور میں مسلمانوں کے حالات بڑے خوشگوار رہے، فوجی خدمات کے صلے میں انہیں مساجد بنانے، مقامی خواتین سے شادی کرنے اور مقامی بستیاں بنانے کی سہولیات مہیا کی گئیں۔ سب سے پہلے قائم کی جانے والی دو بستیاں جو اب بھی قائم ہیں، ان کے نام ''بوہونکی'' Bohoniki اور ''کرس زی نیانی'' Kruszyhiany ہیں، پولینڈ کی سب سے پرانی اور تاریخی اہمیت کی حامل دو مساجد انہی دو بستیوں میں واقع ہیں۔ اس وقت ۰۰۰، ۰۰، ۲ کے لگ بھگ مسلمان اور ۲۶۰ مساجد تھیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان بتدریج پولش معاشرے میں ضم ہوتے چلے گئے، اٹھارھویں صدی میں حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ تاتاری مسلمان اپنی مادری زبان سے نابلد ہو چکے تھے۔ مسلمان پولش معاشرے میں اس قدر جذب ہو چکے تھے کہ ان کی زبان پولش ہو چکی تھی، مذہب کو انہوں نے طاقِ نسیاں پر رکھ چھوڑا تھا، کئی تو عیسائی مذہب اختیار کر چکے تھے، جس کا بڑا سبب عیسائی خواتین سے شادی اور تعلقات تھے، اس کے نتیجے میں ہونے والی اولاد بھی عیسائیت پر عمل پیرا ہوا کرتی تھی۔

اٹھارھویں صدی کے آخر میں روس، جرمنی اور آسٹریا نے پولینڈ کو تقسیم کر لیا، جس علاقے پر روس نے قبضہ کیا وہاں مسلمان جبر وظلم کا نشانہ بنائے گئے۔ جس پر مسلمانوں نے یہاں سے ہجرت شروع کر دی، مگر پھر بھی کم از کم ایک لاکھ کے قریب مسلمان یہاں موجود رہے۔ ان کی بہترین تنظیم تھی جو ۱۹۱۷ء میں قائم ہوئی تھی اور اسے ''پولش مسلم یونین'' کا نام دیا گیا۔ مساجد اور مدرسے تھے، یہیں مفتیِ اعظم کی رہائش تھی جو یہاں کے مسلمانوں کے روحانی پیشوا اور راہنما کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسلامی ثقافتی انجمن کا دفتر شمال مشرقی شہر ولنو میں تھا جو ایک اہم دینی مرکز تھا۔ مسلمانوں نے دارالحکومت وارسا میں مسجد بنانا شروع کی تھی کہ دوسری عالمی جنگ شروع ہو گئی۔

جنگ کے اختتام کے بعد پولینڈ کا نقشہ اور سرحدیں بدل چکی تھیں۔ مشرق کے وسیع علاقے روسی تسلط میں چلے گئے اور ملک میں کمیونسٹ حکومت قائم ہو گئی۔ جنگ کا نتیجہ مسلمانوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہوا، ان کی بیشتر تعداد موجودہ حدود سے باہر رہ گئی اور روسی تسلط میں آ گئی، ان کا مرکز ولنو بھی پولینڈ میں نہیں رہا، بلکہ لیتھونیا کا صدر مقام بن گیا۔ مسلمانوں پر مظالم کی وجہ سے مسلمان یہاں سے جانے لگے۔ سنہ ۱۹۶۲ء میں مسلمانوں کی تعداد صرف گیارہ ہزار رہ گئی، ان میں دس ہزار پولش مسلم تھے اور باقی دیگر اسلامی ملکوں کے مسلم طلبہ۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد یہاں سے بہت سے مسلمان ہجرت کر کے امریکہ چلے گئے اور وہاں رہائش پذیر ہو گئے۔ وہاں بھی وہ اپنے مذہبی اقدار کی حفاظت میں مصروف ہونے کے ساتھ انہوں نے اپنی تنظیم قائم کر رکھی ہے، سمروکلن میں ان پولش مہاجر مسلمانوں کی ذاتی مسجد ہے اور وہ پولش مسلمانوں سے بھی رابطے میں ہیں۔ کمیونسٹ حکومت نے مفتی اعظم کی حیثیت ختم کر دی، مسلمانوں کو سائبیریا کے برفانی ریگستانوں میں منتقل کر دیا گیا، مساجد پر تالے ڈال دیے گئے، مسلمانوں سے ان کی زمینیں چھین لی گئیں۔ آج ان تاتاری مسلمانوں میں سے صرف ۵۰۰۰ تاتاری مسلمان پولینڈ میں ہیں، ان کی دو پرانی تاریخی مساجد زیرِ استعمال ہیں، ان مسلمان کو مذہبی علم کی قیمت ادا کرنی پڑی جن میں مکانات سے بے دخلی، زمینوں پر غاصبانہ قبضہ، مساجد کو بند کرنا اور نسلی مظالم اس قیمت میں شامل تھے۔

۱۹۶۹: مقامی لوگوں کی ہمدردیوں اور تاتار مسلم کی قدامت پرستی کے باعث بالآخر پتھر پر جونک لگ گئی۔ اور حکومت کی جانب سے مختلف اتھارٹیز نے اس بات کی اجازت دی کہ وہ دوبارہ اپنی کانفرنس کا انعقاد کر سکتے ہیں نیز یہ کہ وہ اپنی مذہبی یونین بھی بنا سکتے ہیں۔

۱۹۷۱: کمیونسٹ اتھارٹی کے مذہبی افیئر ز کے آفس نے کچھ مزید حدود بندیاں قائم کیں، نیز اس بات کی اجازت دی کہ بچ جانے والی دو تاریخی مساجد کی تعمیر و مرمت کا کام خلیجی ممالک کی مدد سے جاری رکھا جا سکتا ہے۔

۱۹۷۳: وارسا سے المجلة الاسلامیته کے نام سے ایک رسالہ نکلنا شروع ہوا جس کے ایڈیٹر سید محمود طٰہ تھے یہ رسالہ پولش زبان میں ہے۔ ۱۹۸۴: لبنان کے مفتی اعظم شیخ حسان خالد کا دورۂ پولینڈ کا مقصد یہ تھا کہ پولینڈ کے مسلمانوں کے حالات کا اندازہ

کرنا اور مؤتمر العالم الاسلامی تک یہ حالات پہنچا کر مسلم ممالک سے پولش مسلمانوں کے ساتھ تعاون کی اپیل کرنا۔ اسی سال ایک نئی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا جو چھ سال بعد ۱۹۹۰ء میں مکمل ہوئی۔ ۱۹۸۸ء: شیخ عبداللہ عمر النصیف سیکریٹری جنرل مؤتمر العالم الاسلامی سے واقفیت رکھتے ہیں، تاتار کی اکثر قدیم مساجد عید کے مواقع اور ثقافتی اجتماعات کے مواقع پر استعمال ہوتی ہیں۔

کمیونسٹ حکومت کے مظالم کے بعد مسلمانوں کی مذہبی سرگرمیوں کی نشأۃ ثانیہ اس وقت شروع ہوئی جب عرب دنیا سے مسلم طلبہ اور عام مسلمان یہاں آنے لگے۔ سنجیدہ نوعیت کا دعوتی کام شروع کرنے والا سب سے مؤثر گروپ ''مسلم طلبہ'' کا ہے۔

۱۹۸۹ء: میں ان مسلم طلبہ نے ''مسلم اسٹوڈنٹس سوسائٹی ان پولینڈ'' کے نام سے اپنی تنظیم بنائی۔ اس کے علاوہ بنیادی اسلامی تعلیم کے لیے کچھ مراکز بھی قائم کیے جہاں تاتاری بچے مذہبی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

اسلام اور پولینڈ، بیسویں صدی میں: ۱۹۱۷ء پولش مسلم یونین کا قیام۔ ۱۹۲۵ء: اس تنظیم کے تحت پہلی کانفرنس منعقد ہوئی، اس میں یعقوب گینگ فتح Yakoub Gangfiteh کو پولش مسلمانوں کا مفتی منتخب کیا گیا۔ اسی سال تاتاری مسلمانوں کی ایک ثقافتی اور معاشرتی یونین کا قیام عمل میں آیا۔ اس تنظیم نے وارسا میں اپنا مرکز قائم کیا اور اسلامی پبلشنگ شروع کی جس میں کچھ معلوماتی Periodicals اور سالانہ میگزین شامل تھے۔ ۱۹۳۶ء اس سال تک ۱۹ مسلمان کمیونٹیز اور ۱۷ مساجد مفتی اعظم پولینڈ کے ماتحت تھیں۔ ۱۹۳۹ء میں نازی مخالف تحریک میں شمولیت کے بارے میں پولش مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے پولینڈ کا دورہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پولش مسلمان طالب علموں کو سعودی عرب میں جا کر اسلامی تعلیمات اور شرعی علوم حاصل کرنے کا موقع ملا اور وہ وہاں جا کر دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ۱۹۸۹ء یہ سال مذہبی طور پر پولش مسلمانوں کے لیے مزید آسانیاں لے کر آیا، ان کو آزادانہ طور پر مذہبی سرگرمیاں انجام دینے کی اجازت حاصل ہوگئی۔ اسی سال ''مسلم یونین سوسائٹی ان پولینڈ'' کا قیام عمل میں آیا جو کافی سال کی سوچ بچار کے بعد منظرِ عام پر آئی۔ یہ نہ صرف طلباء کے لیے ایک سوسائٹی تھی بلکہ پولینڈ کے تمام مسلمانوں کے لیے تھی، اس کے قیام سے ہر پولش مسلمان کی عام زندگی میں تغیر آیا، اس کا سب سے اہم اثر ان مسلمانوں کی زندگی میں پڑا جو کیتھولک معاشرے کی اقدار کو جذب کر چکے تھے۔

۹۵۔۱۹۹۴ء میں ایک اور اصلاحی اور ثقافتی سوسائٹی منظرِ عام پر آئی جس نے دیگر فعال سوسائٹیز کے ساتھ مل کر مذہبی معلومات اور عربی زبان سکھانے کا کام اپنے ذمہ لیا، اس کا خاص ہدف مسلم بچے ہیں۔ بالغ افراد کے لیے بھی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے سلسلے میں کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ ۹۹۔۱۹۹۸ء ان سالوں میں خصوصاً اور نوے کی دھائی میں عموماً پولینڈ کے مسلم طالب علموں (لڑکے اور لڑکیاں دونوں) میں اسلامی جامعات میں تعلیم حاصل کرنے کا رجحان بڑھتا ہوا نوٹ کیا گیا، ان جامعات کے علاوہ یہاں کے طالب علم فرانس کے یورپین کالج فار اسلامک اسٹڈیز میں بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

مسلمانوں کی موجودہ آبادی: مختلف ذرائع سے حاصل شدہ معلومات کے تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ آج کل پولینڈ میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۳۲،۰۰۰ ہے جس میں تاتاری مسلم ۵،۰۰۰ غیر ملکی مسلمان ۲۵،۰۰۰ اور پولش مسلمان جو یہاں کے مقامی ہیں تقریباً ۱۵۰۰ سے ۲۰۰۰ کے درمیان ہیں۔

مسلم کمیونٹی کو درپیش مشکلات: (۱) پولینڈ ایک مسیحی اکثریت ملک ہے، ۹۹ فیصد مسیحیت ہے جس میں ۹۴ فیصد کیتھولک اور ۵ فیصد پروٹسنٹ ہیں، اس صورتحال میں مسلم امہ یہاں بہت ہی اقلیت میں ہے اور زیادہ فعال بھی نہیں اور نہ ہی اس پوزیشن میں ہے کہ وہ پولینڈ کی حکومت پر کوئی دباؤ ڈال سکے۔ (۲) اسلام کو اجنبیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور پولش عوام کی اسلام کے بارے میں معلومات سطحی ہیں۔ (۳) غذا کے حوالے سے پورے پولینڈ میں صرف ایک حلال دکان ہے جو وارسا میں واقع ہے۔ (۴) نماز اور دیگر مذہبی سرگرمیاں انجام دینے کے لیے مناسب اور کافی جگہیں دستیاب نہیں ہیں۔ صرف یوزنان میں جہاں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہے وہاں نماز اسٹوڈنٹ ہاسٹل میں ادا کی جاتی ہے۔ (۵) اسلامی سرگرمیوں کے لیے کافی سرمایہ نہیں ہے۔ (۶) پولینڈ کی مسلم کمیونٹی مناسب طریقے سے منظم نہیں ہے۔ (۷) فی الحال وہاں کوئی ایسا لیڈر اور مرکزی دفتر نہیں جہاں سے سارے دعوتی کام کو کنٹرول کیا جاسکے۔ (۸) مسلمانوں اور ان کی نمائندہ تنظیموں میں رابطے اور تعاون کا فقدان ہے۔ (۹) تبلیغ و دعوت کے کام کے لیے کوئی کل وقتی ذریعہ نہیں ہے، جو افراد فی الحال دعوت کے کام سے وابستہ ہیں وہ اسے پارٹ ٹائم بنیاد پر انجام دیتے ہیں۔ (۱۰) پولینڈ میں رہائش پذیر اکثر مسلم افراد کی اقتصادی حالت کافی کمزور ہے۔ (۱۱) پولش مسلمانوں اور دنیا کے دیگر حصوں میں مقیم مسلمانوں کی تنظیموں کے مابین تعلق کی کمی ہے۔ (۱۲) پولش مسلمانوں کو درپیش ایک مشکل مقامی زبان میں اسلام سے متعلق کتابوں کی عدم دستیابی ہے، دوسری طرف اینٹی اسلام پروپیگنڈا اپنے زوروں پر ہے۔

لہٰذا عوام کے سامنے اسلام کا صحیح تصور اور تعلیمات لانے کے لیے ضروری ہے کہ مقامی زبان میں اسلام سے متعلق مواد مناسب تعداد میں ہو۔ ویسے بھی جو کتابیں اسلام کے متعلق دستیاب ہیں اکثر مسلم مصنفین کی لکھی ہوئی ہیں۔

مذہبی تعلیمی حالت: تعلیمی حالت کوئی خاص نہیں، تعلیم یافتہ افراد کی کمی اور تعلیمی اداروں کے قیام کے لیے ناکافی سرمایہ اس کا سبب ہے۔ کچھ شہروں میں جہاں مسلمانوں کی آبادی قدرے زیادہ ہے کچھ ابتدائی تعلیمی ادارے ہیں بہرحال پولینڈ میں کوئی امام یا عالم ایسا نہیں جو مذہب کی قابلِ اطمینان معلومات رکھتا ہو مزید یہ کہ وہ پولش زبان اور معاشرے سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔

دعوت و تبلیغ کے کام میں درپیش مشکلات: مغربی یورپ کے دیگر ممالک کی طرح پولینڈ بھی اسلام مخالف پراپیگنڈے سے متاثر نظر آتا ہے، بہت سے لوگ اسلام کے متعلق غلط خیال رکھتے ہیں، پولش عوام کی اکثریت اسلام کے مقابلے میں عیسائیت کی برتری پر یقین رکھتی ہے اس برتری کا تعین وہ ذہنی، معاشرتی و اقتصادی برتری کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کو تیسری دنیا کا باسی سمجھا جاتا ہے، چنانچہ اگر کوئی مرد یا عورت اسلام کے بارے میں معلومات اور تحقیق و تفتیش کرنا چاہتا ہے تو اسے اسلام کے بارے میں غلط معلومات دی جاتی ہیں مزید یہ کہ اسے غلط مصنفین کے حوالے دیے جاتے ہیں، اس حوالے سے افسوس ناک بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے عام پبلک تک صحیح اسلامی کتب کی فراہمی و دستیابی نہیں ہے۔ بک شاپس، اسکولوں اور لائبریریوں میں اسلامی لٹریچر کی جتنی بھی کتب ملیں گی وہ ساری کی ساری غیر مسلم مصنفین کی ہیں۔

ایک اور افسوس ناک مثال اس بات کی یہ ہے کہ قرآن کریم کا جو ترجمہ دستیاب ہے وہ غیر مسلموں کا لکھا ہوا ہے۔ ایک ترجمہ (Bielawski) نامی مصنف کا ہے جس میں جا بجا غلط مطلب مراد لے کر تبصرے کیے گئے ہیں۔ دوسرا

ترجمہ احمد یہ جماعت (قادیانی) کا کیا ہوا ترجمۂ قرآن ہے جس کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں، یہ ترجمہ عام بکتا ہے۔
دعوت کے کام میں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ پولش معاشرے کی اقدار کی سمجھ اور رعایت رکھنے والے افراد جو کہ مستقل بنیادوں پر دعوت کا کام کرسکیں، معدوم ہیں۔ تاتاری آبادی میں اسلام کی بنیادوں کے فہم کا بھی فقدان ہے دیگر یہ کہ تاتار مسلمان اپنے مخصوص ثقافت اور معاشرت کے باعث دیگر مسلمانوں میں زیادہ گھلنے ملتے نہیں ہیں۔

مسلم تنظیمیں: (۱) **پولش مسلم یونین:** یہ تنظیم پولینڈ میں مسلمانوں کی سرگرمیوں میں تعاون واشتراک کرتی ہے، مختلف تراجم اور اشاعتوں کا بندوبست بھی کرتی ہے۔ اس کے تحت دوویب سائٹ بھی کام کررہی ہیں ان میں سے ایک اسلام کے بارے میں بنیادی معلومات جب کہ دوسری روزمرہ کے عام مسائل کے بارے میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات فراہم کرتی ہے۔

انگلش اور پولش میں اسلامی میگزین شائع کرتی ہے، مسلم آبادی سے متعلق معلومات اکٹھی کرنا، باقاعدہ اور مسلسل میٹنگز کا انعقاد کروانا، غیر مسلموں کے لیے لیکچرز کا اہتمام کرنا اور میڈیا سے رابطہ رکھنا بھی اس تنظیم کی ذمہ داری ہے۔

(۲) پولش مسلم سوسائٹی: یہ تنظیم تاتاری مسلمانوں نے بنائی ہے یہ خصوصاً ان کی سرگرمیوں کو مانیٹر اور ان میں تعاون کرتی ہے، بالخصوص مسلم اسٹوڈنٹس سوسائٹی کے تعاون سے تاتاری بچوں کے لیے بنیادی مذہبی تعلیم کا انتظام کرتی ہے۔

(۳) مسلم سوسائٹی فار پروپگیشن اینڈ کلچر آف اسلام: اسلامی ذمہ داریوں سے عہدبرآ ہونے والے افراد کو ڈھونڈنا اور انہیں تیار کرنا اس کا کام ہے۔

(۴) مسلم اسٹوڈنٹس سوسائٹی ان پولینڈ: اس کا کام اسلام سے متعلق عمومی معلومات فراہم کرنا پولینڈ اور مسلمانوں کے بیچ تعلقات کو مضبوط بنانا ہے، یہ سوسائٹی اب تک ۲۵ سے زائد کتابیں چھپوا چکی ہے اور بہت ساری محافل واجتماعات اور لیکچرز کا انعقاد کرواچکی ہے۔ اس کے علاوہ قابل طلبہ کو اسلامی تعلیم کے لیے مدرسوں میں بھیجنے کا انتظام کرواتی ہے۔ مسلم بچوں کے لیے اسلامی تعلیمات فراہم کرتی ہے۔

دیگر عمومی معلومات: تمام کی تمام اسلامی سرگرمیاں رضا کارانہ بنیاد پر جاری ہیں، مالی تعاون بھی زیادہ تر پولینڈ کے مسلمان کرتے ہیں بیرون ملک مالی تعاون کی شرح کم ہے۔ پولینڈ میں کوئی اسلامی رسمی تعلیمی ادارہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ کچھ بنیادی اسلامی تعلیمات مختلف شہروں میں ہیں۔ جہاں تقریباً ۴۰ سے ۱۵۰ افراد شرکت کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ رجحان بیالٹک اور اس کے گردونواح میں پایا جاتا ہے۔ پولینڈ میں فی الحال کوئی اسلامی تحریک نہیں ہے۔ پولش زبان میں مکمل قرآن کا ترجمہ دستیاب نہیں ہے اور جو دستیاب ہے وہ غیر مسلموں کا کیا ہوا ترجمہ ہے۔ حدیث کی کتابوں میں بھی صرف "الاربعین النوویتہ" کا ترجمہ پولش زبان میں دستیاب ہے جس کا سہرا مسلم اسٹوڈنٹس سوسائٹی کے سر ہے۔ مقامی زبان میں کم مقدار میں اسلامی تصنیفات دستیاب ہیں۔ فی الحال پولینڈ کی حکومت اسلامی دعوت کے کام میں کوئی واضح رکاوٹ نہیں ڈال رہی ہے۔ مگر یہاں کے مسلمانوں کو صاحبِ ثروت اور اہل خیر مسلمانوں کے تعاون خصوصاً علمی تعاون کی سخت ضرورت ہے! مستقبل میں پولینڈ کے مسلمانوں کو جو کام کرنے ہیں وہ درج ذیل ہیں ان کاموں اور مقاصد کے حصول کے لیے تمام پولش مسلم تنظیمیں اپنے حصے کے بقدر کام کررہی ہیں۔ مستقبل کے کام درج ذیل ہیں: ۱۔ مذہبی معلومات کا حصول اور انہیں عام کرنا۔ ۲۔ پولینڈ میں مسلمانوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔ ۳۔ پولینڈ میں اسلامی سرگرمیوں کے درمیان باہمی ربط۔ ۴۔ قرآن کریم کا پولش زبان میں ترجمہ۔ ۵۔ ایک اسلامی لائبریری کا قیام۔ ۶۔ قریبی اور مضبوط تعلق پیدا کرنا دیگر دعوت وتبلیغ کرنے والی تنظیموں سے۔ ۷۔ ایک اسلامی تعلیمی ادارہ قائم کرنا۔

☆……☆